سوال

(680) کیا نماز میں پہلے تشہد کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہیے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نماز میں پہلے تشہد کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہیے؟ بعض لوگ پہلے قعدے میں تشہد کے ساتھ درود شریف پڑھنے کےلیے قرآن کی آیت ﴿يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا صَلّوا عَلَيهِ﴾ (الاحزاب:۵۶) اوراس حدیث سے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تھا، استدلال کرتے ہوئے ضروری قراردیتے ہیں جب کہ ''مسند احد''، تلخیص ابن حجر رحمہ اللہ اور نصب الرایۃ کی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قعدے میں صرف تشہد ہی پڑھیں گے۔ بہر حال بحوالہ وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی بھی صحیح مرفوع متصل روایت میں پہلے تشہد میں درود پڑھنے کی ممانعت نہیں۔ بلکہ حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا عموم، جواز پر دال ہے۔ فرماتے ہیں:

'اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَن کَیفِیَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَیهِ، فَقَالَ: 'قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ' اِلخ" تلخیص الجبیر، جز:۱، ص ۲۶۸

اور بعض صحیح روایات میں الفاظ یوں ہیں:

'قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! قَد عَلِمنَا کَیفَ نُسَلِّمُ عَلَیکَ (اَی فِی التَّشَهُّدِ)، فَکَیفَ نُصَلِّی عَلَیکَ؟ قَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ...' صحیح البخاری، بابُ الصَّلَاةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ، رقم: ۶۳۵۷

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اس بات کا تو علم ہوگیا، کہ آپ پر سلام (تشہد میں) کیسے پڑھا جائے۔ پس یہ فرمائیے: کہ درود کیسے پڑھیں، فرمایا: کہو: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ...'' الحدیث۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'فَلَم یَخُصَّ تَشَهُّدًا دُونَ تَشَهُّدٍ۔ فَفِیهِ دَلِیلٌ عَلٰی مَشرُوعِیَّةِ الصَّلَاةِ عَلَیهِ فِی التَّشَهُّدِ الاَوَّلِ اَیضًا وَهُوَ مَذهَبُ الاِمَامِ الشَّافِعِی، کَمَا نَصَّ عَلَیهِ فِی کِتَابِهِ الاُمِّ وَهُوَ الصَّحِیحُ عِندَ اَصحَابِهِ، کَمَا صَرَّحَ بِهِ النَّوَوِیُّ فِی المَجمُوعِ، (۳/۴۶۰) وَقَد جَاءَت اَحَادِیثُ کَثِیرَةٌ فِی الصَّلَاةِ عَلَیهِ فِی التَّشَهُّدِ، وَلَیسَ فِیهَا التَّخصِیصُ المُشَارُ اِلَیهِ، بَل هِیَ عَامَّةٌ تَشمَلُ کُلَّ تَشَهُّدٍ... وَلَیسَ لِلمَانِعِینَ المُخَالِفِینَ اَیَّ دَلِیلٍ یُحتَجُّ بِهِ' صفة

الصلوٰۃ، ص: ۱۴۲۔۱۴۳

یعنی رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پڑھنے کے لیے کسی ایک ''تشہد'' کو خاص نہیں کیا۔ پس اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے، کہ پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنا مشروع ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے جس طرح کہ ''الام'' میں منصوص ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب کے نزدیک بھی یہی بات صحیح ہے جس طرح کہ نووی نے ''المجموع'' (۳/۴۶۰) میں تصریح کی ہے۔ نیز بہت سی احادیث میں تشہدمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا تذکرہ موجود ہے، لیکن ان میں مشارٌالیہ تخصیص کا نام و نشان تک نہیں، بلکہ وہ عام اور ہر تشہد کو شامل ہیں اور مخالفین کے پاس قابلِ احتجاج کوئی دلیل موجود نہیں۔

مانعین کے دلائل کا جائزہ:

اس سلسلے میں مانعین کے بھی چند دلائل ہیں۔ ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ جس طرح کہ سائل نے بھی ان کی نشاندہی کی ہے۔ چنانچہ ''سنن ابو داوٗد'' میں حدیث ہے:

'عَنِ النَّبِیِّ ﷺ کَانَ فِی الرَّکعَتَینِ الاَولَیَینِ کَاَنَّہٗ عَلَی الرَّضفِ۔ قَالَ: قُلنَا: حَتّٰی یَقُومَ۔ قَالَ: حَتّٰی یَقُومَ 'سنن اَبِی داوٗد، بَابٌ فِی تَخفِیفِ القُعُودِ، رقم: ۹۹۵، سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِی مِقدَارِ القُعُودِ فِی الرَّکعَتَینِ الأُولَیَینِ ، رقم: ۳۶۶

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں ایسے ہوتے تھے، گویا کہ گرم پتھر پر ہیں۔ ہم کہتے ابھی اٹھے۔''

اور ترمذی کی روایت میں ہے، شعبہ نے کہا: پھر سعد نے کسی شَے کے ساتھ اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔ پس میں نے کہا ''حتی یقوم'' وہ بھی کہہ رہے تھے 'حتی یقوم' امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کا عمل اس حدیث کے مطابق ہے۔ وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں، کہ آدمی پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر نہ بیٹھے اور پہلی دو رکعتوں میں تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے۔ اگر کسی نے تشہد پر اضافہ کیا، تو اس پر دو ''سجودِ سہو'' لازم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح شعبی وغیرہ سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز امام ترمذی حدیث ہذا پر حکم لگاتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

'ہٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ اِلَّا اَنَّ اَبَا عُبَیدَۃَ، لَم یَسمَع مِن أَبِیہِ۔'

یعنی یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ البتہ ابو عبیدہ کا اپنے باپ (عبدا) سے سماع ثابت نہیں۔''

اور عمرو بن مُرّۃ کا بیان ہے۔ میں نے ابو عبیدہ سے دریافت کیا۔ کہ تجھے عبدا سے کوئی شے یاد ہے؟ کہا: مجھے کوئی شیٔ یاد نہیں۔ عون المعبود (۱/۳۷۸) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَہُوَ مُنقَطِعٌ لِاَنَّ اَبَا عُبَیدَۃَ لَم یَسمَع مِن أَبِیہِ 'تلخیص الجبیر: جزء۱، ص: ۲۶۳

یعنی یہ حدیث منقطع ہے۔ اس لیے کہ ابو عبیدہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔

لہٰذا یہ روایت قابلِ حجت نہ ٹھہری اور جہاں تک تعلق ہے اس روایت کا جو ''مسند احمد'' اور ''ابن خزیمہ'' میں ہے۔ جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہد کی تعلیم دی پس جب وہ (درمیانہ قعدہ) میں بیٹھتے اور (آخری قعدہ) میں بیٹھتے، تو بائیں ران پر بیٹھتے۔ 'اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ...... عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ تک پڑھتے۔ پھر اگر درمیانے قعدہ میں ہوتے تو صرف تشہد پڑھ کر کھڑے ہو جاتے اور اگر اخیر میں ہوتے، تو تشہد کے بعد ا سے جو چاہتے دعا مانگتے۔ پھر سلام پھیرتے۔'' 2

روایت ہذاواضح طور پراس بات پر دال ہے، کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (قعدہ اُولیٰ) میں صرف تشہد پر اکتفاء کی ہے، لیکن روایت موقوف ہے۔ مرفوع نہیں۔ صاحب ''المرعاۃ'' فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ نے اسی بات کو اختیار کیا، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دُرود کا اضافہ بھی درست ہے۔ پھر وہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'اَلظَّاہِرُ اَن لَا یَزِید عَلَی التَّشَہُّدِ، لٰکِن لَو زَادَ یَجِبُ عَلَیہِ سَجدَتَا السَّہوِ لِاَنَّہٗ لَم یَقُم دَلِیلٌ شَرعِیٌّ عَلٰی وُجُوبِ سَجدَۃِ السَّہوِ عَلٰی مَا زَادَ عَلَی التَّشَہُّدِ فِی القَعدَۃِ الاَولٰی' (۱/ ٦٧١)

یعنی ''ظاہر بات یہ ہے، کہ نمازی تشہد پر اضافہ نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی اضافہ کردے، تو اس پر سجودِ سہو واجب نہیں، کیونکہ کوئی شرعی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکی، کہ (قعدۂ اولیٰ) میں تشہد پر زیادتی کی صورت میں سجدۂ سہو لازم ہے۔''

جملہ دلائل سے ظاہر ہے کہ علامہ موصوف کا استدلال صرف شواہد پر مبنی ہے۔ بطورِ خاص کوئی صحیح مستند موجود نہیں۔ جب کہ دوسری جانب واضح موقف ہے۔ جو مُصَرّح دلائل (واضح دلائل) پر موقوف ہے۔ مزید آنکہ 'المنتقیٰ، بَابُ مَا جَائَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ' میں حدیث ہے:

'فَقَالَ لَہٗ بَشِیرُ بنُ سَعدٍ: اَمَرَنَا اللّٰہُ اَن نُّصَلِّیَ عَلَیکَ فَکَیفَ نُصَلِّی عَلَیکَ ؟ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ: قُولُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ... 'سنن اَبی داوٗد، بَابُ الصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ بَعدَ التَّشَہُّدِ، رقم: ۹۸۰، سنن الترمذی، رقم: ۳۲۲۰، سنن الدارمی، رقم: ۱۳۸۲

یعنی بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ ا نے ہمیں آپ پر درود کا حکم دیا ہے ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں۔ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو: 'اَللّٰھُمَّ صَلِّ علی محمدٍ... 'الخ

اور ''مسند احمد'' میں ہے: 'فَکَیفَ نُصَلِّی عَلَیکَ، اِذَا نَحنُ صَلَّینَا فِی صَلَاتِنَا؟ 'مسند احمد، رقم: ۱۷۰۷۲" یعنی جب ہم نماز پڑھیں تو اپنی نمازوں میں آپ پر کیسے درود بھیجیں؟'' مقامِ ہذا توضیح و تفصیل کا محل ہے۔ پہلے اور دوسرے (قعدہ) میں درود پڑھنے کے اعتبار سے فرق کی وضاحت نہ کرنا، عمومِ جواز کی دلیل ہے اور علومِ فقہ میں قاعدہ معروف ہے: 'تَاخِیرُ البَیَانِ عَن وَقتِ الحَاجَۃِ لَا یَجُوزُ۔ 'یعنی ضرورت کے وقت کسی شے کی وضاحت نہ کرنا ناجائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا پہلے تشہد میں درود پڑھنا جائز ہے۔ واضح ہو کہ علماء کا ایک گروہ نماز میں درود کے وجوب کا قائل ہے، جب کہ جمہور علماء عدمِ وجوب کے قائل ہیں۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے عدمِ وجوب کو اختیار کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! ''نیل الأوطار'' (۲/ ۲۹۵۔ ۲۹٦)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 578

محدث فتویٰ